نبوت کے جھوٹے مدعی، قادیانی کذاب کی زندگی کے ایک پہلو پر مفصل تحریر

مرزا قادیانی

مسیح عورت

مفتی سید مبشر رضا قادری

منتظم اعلیٰ ختم نبوت فورم و جامعہ ختم نبوت گوجرانوالہ


+923247448814

مرزا قادیانی مسیح عورت

دعویٰ مسیحیت اور نسوانیت کا تصور

مرزا غلام قادیانی کی تحریروں کا مطالعہ کیا جائے تو ایک نہایت عجیب اور متنازعہ پہلو سامنے آتا ہے، جسے وہ خود اپنی کتب میں استعارہ یا روحانی ارتقاء قرار دیتا ہے۔تاہم، جب اس کے مریدین اور گھر والوں کی شہادتوں کو اس کے اپنے الہامات کے ساتھ ملا کر دیکھا جائے تو یہ محض استعارہ نہیں رہتا بلکہ ایک باقاعدہ نفسیاتی اور صنفی رجحان کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔

اسلامی تاریخ میں انبیاء کرام اور رسولوں کی زندگیاں مردانہ وجاہت، جلال اور وقار کا اعلیٰ نمونہ رہی ہیں۔کسی بھی سچے نبی یا مصلح نے کبھی اپنی ذات کے لیے ایسے اوصاف، کیفیات یا لباس پسند نہیں کیے جو عورتوں سے مخصوص ہوں۔لیکن مرزا قادیانی کے معاملے میں صورتحال بالکل برعکس ہے۔

درج ذیل حوالہ جات کی روشنی میں ہم اس بات کا جائزہ لیں گے کہ مرزا نے کس طرح پہلے تحریری طور پر خود کو عورت (مریم) قرار دیا۔پھر اپنے وجود کے لیے حمل، حیض اور دردِ زہ جیسی نسوانی جسمانی علامات کا دعویٰ کیا۔اور آخر کار اپنی عملی زندگی میں بھی عورتوں کا مخصوص لباس (غرارہ) زیب تن کر کے اس نسوانی کیفیت کی عملی تصدیق کی۔

یہ حوالہ جات اس حقیقت کو بے نقاب کرتے ہیں کہ مرزا قادیانی کا دعویٰ مسیحیت کسی الہامی بنیاد پر نہیں، بلکہ ایک ایسی الجھی ہوئی ذہنی کیفیت پر مبنی تھا جس میں وہ مردانہ شناخت چھوڑ کر نسوانیت کے پیکر میں ڈھلتے ہوئے نظر آتا ہے۔

قرآن کریم اور سنتِ مطہرہ کی روشنی میں یہ مسئلہ بالکل واضح اور قطعی ہے کہ نبوت کا

منصب صرف مردوں کے لیے مخصوص رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کائنات کی ہدایت کے لیے جتنے بھی انبیاء اور رسول مبعوث فرمائے وہ سب مرد تھے۔

قرآن مجید کی نصِ قطعی

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے متعدد مقامات پر صراحت فرمائی ہے کہ رسول ہمیشہ مرد ہی بنائے گئے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَا أَرۡسَلۡنَا مِن قَبۡلِكَ إِلَّا رِجَالًا نُّوحِيٓ إِلَيۡهِم مِّنۡ أَهۡلِ الۡقُرَىٰٓ

ترجمہ کنزالایمان: اور ہم نے تم سے پہلے جتنے رسول بھیجے سب مرد ہی تھے جنہیں ہم وحی کرتے اور سب شہر کے ساکن تھے۔

(سورہ یوسف:109)

اسی طرح سورہ النحل آیت 43 اور سورہ الانبیاء آیت 7 میں بھی "إِلَّا رِجَالًا" (مگر مردوں کو) کے الفاظ کے ساتھ اس حقیقت کو بیان کیا گیا ہے۔ عربی زبان میں "رجال" مرد کو کہتے ہیں، جو عورت کے مقابلے میں بولا جاتا ہے۔

منصبِ نبوت کی ذمہ داریاں اور مردانگی

نبوت صرف وحی پانے کا نام نہیں، بلکہ اس میں تبلیغ، ہجرت، جہاد، امامتِ صغریٰ (نماز) اور امامتِ کبریٰ (ریاست کی سربراہی) شامل ہے۔

جسمانی مشقت: جہاد کے میدانوں میں نکلنا اور دشمنوں کا مقابلہ کرنا ایک ایسی ذمہ داری ہے جس کے لیے اللہ نے مرد کو جسمانی طور پر موزوں بنایا ہے۔

طبیعی عوارض: عورتوں کو حیض، نفاس اور حمل جیسی کیفیات لاحق ہوتی ہیں جو امامت اور مستقل عوامی جدوجہد میں رکاوٹ بنتی ہیں۔ چونکہ نبی کو ہر وقت اللہ کی عبادت اور قیادت کے

لیے تیار رہنا ہوتا ہے، اس لیے یہ منصب عورت کو نہیں دیا گیا۔

سنتِ نبوی اور اجماعِ امت

حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت محمد ﷺ تک، کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء علیہم السلام میں سے ایک بھی عورت نہیں تھی۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لَنْ يُفْلِحَ قَوْمٌ وَلَّوْا أَمْرَهُمُ امْرَأَةً

وہ قوم کبھی فلاح نہیں پا سکتی جس نے اپنے معاملات (قیادت) کسی عورت کے سپرد کر دیے۔

(صحیح بخاری 4425)

جب عام قیادت عورت کے لیے موزوں نہیں، تو منصبِ نبوت (جو کائنات کی سب سے بڑی قیادت ہے) اس کے لیے کیسے ہو سکتا ہے؟

پوری امتِ مسلمہ کا اس بات پر اجماع ہے کہ عورت نبی نہیں ہو سکتی۔ حضرت مریم، حضرت آسیہ اور حضرت سارہ علیہن السلام کے لیے صدیقہ یا ولیہ کے الفاظ تو استعمال ہوئے ہیں، لیکن انہیں نبی تسلیم نہیں کیا گیا۔

مرزا قادیانی کے دعوے پر اس کا اطلاق

جب قرآن و سنت نے یہ طے کر دیا کہ عورت نبی نہیں ہو سکتی، تو مرزا قادیانی کے دعووں میں ایک شدید تضاد پیدا ہو جاتا ہے:

1. اگر وہ مرد ہے تو اس کا خود کو مریم، حاملہ اور حیض والا قرار دینا جھوٹ اور خلافِ فطرت ہے۔

2. اگر وہ (بقولِ خود) مریم بن گیا تھا اور اس میں نسوانی کیفیات پیدا ہو گئی تھیں، تو وہ

شرعی طور پر نبوت کے اہل ہی نہ رہا۔

3. اسلامی اصولوں کے مطابق مرد کا عورت بننا یا عورت کی مشابہت اختیار کرنا لعنت کا باعث ہے، نبوت کا نہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ:

لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُتَشَبِّهِينَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ، وَالْمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ

رسول اللہ ﷺ نے ان مردوں پر لعنت فرمائی ہے جو عورتوں کی مشابہت اختیار کرتے ہیں اور ان عورتوں پر (لعنت فرمائی ہے) جو مردوں کی مشابہت اختیار کرتی ہیں۔

(صحیح بخاری 5885)

علماء کرام اس حدیث کی روشنی میں چند امور واضح کرتے ہیں:

لباس و پوشاک: مردوں کا ایسا باریک، تنگ یا ڈیزائن والا لباس پہننا (جیسا مرزا قادیانی پہنا کرتا تھا) جو خالصتاً عورتوں کے لیے مخصوص ہو منع ہے۔

چال ڈھال اور بول چال: جان بوجھ کر عورتوں کی طرح نخرے سے چلنا یا آواز میں نسوانیت پیدا کرنا اس وعید میں شامل ہے۔

بناؤ سنگھار: ایسے زیورات یا میک اپ کا استعمال جو صرف خواتین کی پہچان ہوں۔

مرزا قادیانی کا خود کو مریم کہہ کر پھر اس سے عیسیٰ بننا ایک ایسی اختراع ہے جس کی بنیاد نہ قرآن میں ہے، نہ حدیث میں، اور نہ ہی سابقہ انبیاء کی تاریخ میں۔ یہ محض ایک ذہنی مغالطہ ہے جو شرعی مسلمات کے خلاف ہے۔

مرزا مریم قادیانی کو دس ماہ کا حمل

اس نے براہین احمدیہ کے تیسرے حصہ میں میرا نام مریم رکھا پھر جیسا کہ براہین احمدیہ سے ظاہر ہے دو برس تک صفت مریمیت میں میں نے پرورش پائی اور پردہ میں نشو ونما پاتا رہا پھر جب اُس پر دو برس گزر گئے تو جیسا کہ براہین احمدیہ کے حصہ چہارم صفحہ ۴۹۶ (۴۷) میں درج ہے مریم کی طرح عیسی کی روح مجھ میں نفخ کی گئی اور استعارہ کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا اور آخر کئی مہینہ کے بعد جو دس مہینے سے زیادہ نہیں بذریعہ اس الہام کے جو سب سے آخر براہین احمدیہ کے حصہ چہارم صفحہ ۵۵۶ میں درج ہے مجھے مریم سے عیسی بنایا گیا پس اس طور سے میں ابن مریم ٹھہرا۔

(روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 50،کشتی نوح)

مرزا غلام احمد قادیانی کی کتاب کشتی نوح (روحانی خزائن جلد 19) کی یہ عبارت اس کی متنازعہ تحریروں میں سے ایک ہے، جس پر علما اور محققین کی جانب سے سخت گرفت کی جاتی ہے۔

دعویٰ مریمیت اور نسوانیت کا تصور

مرزا قادیانی نے اپنی اس تحریر میں یہ دعویٰ کیا کہ اللہ نے اس کا نام مریم رکھا اور وہ دو سال تک مریم کی صفت میں رہا۔اس عبارت سے یہ تاثر ملتا ہے کہ وہ ایک روحانی ارتقاء کے عمل سے گزر رہا تھا جسے اس نے نسوانیت سے تعبیر کیا۔

ایک مرد کا خود کو عورت (مریم) قرار دینا اور پردے میں رہنے کی بات کرنا نہ صرف عقل بلکہ شرعی وقار کے بھی خلاف محسوس ہوتا ہے۔

حمل کا استعارہ اور دس ماہ کی مدت

عبارت میں" استعارہ کے رنگ میں حاملہ" ہونے کا ذکر ہے اور اس کی مدت دس ماہ بتائی گئی ہے۔ انسانی حمل کی مدت عموماً نو ماہ ہوتی ہے۔ جبکہ تحقیقات کے مطابق دس ماہ کی مدت حمل بعض جانوروں (جیسے گھوڑی یا گدھی) سے منسوب کی جاتی ہے۔ اس طرح کا استعارہ کسی ایسے شخص کے لیے جو نبوت یا مسیحیت کا دعویٰ کرے، انتہائی نامناسب اور توہین آمیز معلوم ہوتا ہے۔

مریم سے عیسیٰ بننے کا عمل

مرزا قادیانی کا استدلال یہ ہے کہ پہلے وہ مریم تھا، پھر اس میں عیسیٰ کی روح پھونکی گئی، وہ حاملہ ہوا اور پھر خود ہی عیسیٰ بن کر پیدا ہوا۔ یہ منطق خود ساختہ معلوم ہوتی ہے۔ اگر ایک شخص خود ہی مریم ہے اور خود ہی اس کے بطن سے عیسیٰ بن کر نکل رہا ہے، تو یہ ایک ایسی الجھی ہوئی داستان ہے جس کی مثال نہ قرآن میں ملتی ہے اور نہ ہی سابقہ انبیاء کی زندگیوں میں۔

توہینِ مریم علیہا السلام اور مقامِ نبوت

حضرت مریم علیہا السلام کا قرآن میں ایک تقدس اور مقام ہے۔ مرزا قادیانی نے اپنی ذات کو اس عمل سے گزار کر جو کیفیت بیان کی ہے، ناقدین اسے حضرت مریم علیہا السلام کی پاکیزہ زندگی کی توہین قرار دیتے ہیں۔ استعارات کا سہارا لے کر ایسی باتیں کرنا جو اخلاقی طور پر گرا ہوا تاثر دیں، کسی مصلح یا نبی کی شان کے لائق نہیں ہوتا۔ یہ حوالہ ظاہر کرتا ہے کہ مرزا قادیانی نے اپنے" ابن مریم" ہونے کے دعوے کو ثابت کرنے کے لیے نہایت عجیب و غریب اور غیر فطری دلائل کا سہارا لیا۔

☆ ایک ہی وجود کا ماں (مریم) اور بیٹا (عیسیٰ) دونوں ہونا عقل سے بالاتر ہے۔

☆" دس ماہ کے حمل" جیسے الفاظ کا انتخاب اس کی تحریر کی سنجیدگی پر سوالیہ نشان کھڑا کرتا

ہے۔

☆اپنی ہی سابقہ کتب (براہین احمدیہ) کے حوالوں کو توڑ مروڑ کر ایک نیا رنگ دینا مرزا قادیانی کے متزلزل خیالات کی نشاندہی کرتا ہے۔

مرزا مریم قادیانی کا دردِزہ

خدا نے مجھے پہلے مریم کا خطاب دیا۔ اور پھر نفخ روح کا الہام کیا۔ پھر بعد اس کے یہ الہام ہوا تھا فاجاءھا المخاض الی جذع النخلة قالت یالیتني مت قبل ھذا وکنت نسیا منسیا یعنی پھر مریم کو جو مراد اس عاجز سے ہے دردزہ تنہ کھجور کی طرف لے آئی۔

(روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 51، کشتی نوح)

مرزا قادیانی نے یہاں خود کو استعاراتی طور پر "مریم" قرار دیا اور پھر یہ دعویٰ کیا کہ اس میں روح پھونکی گئی (نفخِ روح)۔ اس کا استدلال یہ تھا کہ جس طرح مریم علیہا السلام سے عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے، اسی طرح اس کی مریم والی کیفیت سے وہ خود عیسیٰ بن کر نکلا (یعنی مثیل مسیح، مسیح موعود)۔

آیتِ قرآنی کا محلِ استعمال

مرزا قادیانی نے قرآن کریم کی سورہ مریم کی آیت 23 کا سہارا لیا:

فَأَجَاءَهَا الْمَخَاضُ إِلَىٰ جِذْعِ النَّخْلَةِ...

(پھر دردِزہ اسے کھجور کے تنے کی طرف لے آیا...)

علمی اعتراض یہ ہے کہ یہ آیت حضرت مریم علیہا السلام کے مخصوص معجزاتی واقعے کے لیے نازل ہوئی تھی۔ اس کا اطلاق کسی مرد پر کرنا، چاہے وہ استعارہ ہی کیوں نہ ہو، لغوی اور

شرعی طور پر مضحکہ خیز اور توہین آمیز سمجھا جاتا ہے۔

☆ ایک شخص بیک وقت مریم (ماں) اور عیسیٰ (بیٹا) کیسے ہو سکتا ہے؟

☆ اگر وہ مریم بنا تو "دردِزہ" (لیبر پین) کی کیفیت ایک مرد پر کیسے طاری ہو سکتی ہے؟

اسلامی عقائد میں انبیاء اور بزرگانِ دین کے لیے استعارات کا ایک مقام ہے، لیکن ایسا استعارہ جو انسانی فطرت اور صنف (Gender) کے بنیادی فرق کو ہی مٹا دے، اسے علما "سفسطہ" اور "الحاد" (بے دینی) کی حد قرار دیتے ہیں۔

مرزا قادیانی نے اپنی تحریروں میں مریم بننے اور دردِزہ اٹھنے کے جس عمل کا ذکر کیا ہے، وہ نہ صرف اسلامی تعلیمات اور انبیاء کے مقام کے خلاف ہے، بلکہ عقلِ سلیم کے بھی منافی ہے۔ ایک مرد کا خود کو حاملہ مریم قرار دینا اور پھر دردِزہ کی تکلیف کا ذکر کرنا، ان کے دعاوی کے تضاد کو واضح کرتا ہے۔

رجولیت کی طاقت کا اظہار

> جیسا کہ حضرت مسیح موعود نے ایک موقعہ پر اپنی حالت یہ ظاہر فرمائی ہے کہ کشف کی حالت آپ پر اس طرح طاری ہوئی کہ گویا آپ عورت ہیں اور اللہ تعالیٰ نے رجولیت کی طاقت کا اظہار فرمایا تھا سمجھنے والے کے لئے اشارہ کافی ہے۔

(اسلامی قربانی مصنف قاضی یار محمد صفحہ 12)

یہ حوالہ (جو مرزا قادیانی کے مرید خاص قاضی یار محمد کی تصنیف سے ہے) پچھلے حوالوں کے مقابلے میں کہیں زیادہ سنگین اور متنازعہ ہے۔ یہ عبارت محض استعارہ نہیں رہتی بلکہ ایک ایسی کیفیت بیان کرتی ہے جس پر علمائے اسلام اور عام شعور رکھنے والے افراد شدید ردعمل کا اظہار کرتے ہیں۔

صنفی شناخت کا مکمل خاتمہ (Gender Identity)

پچھلے حوالوں میں مرزا قادیانی نے خود کو" مریم" کہا تھا لیکن یہاں مرید نے واضح کیا کہ کشف کی حالت میں مرزا قادیانی پر ایسی کیفیت طاری ہوئی کہ" گویا وہ عورت ہے"۔

نبوت اور ماموریت کا منصب وقار، ہیبت اور مردانگی سے جڑا ہوتا ہے۔کسی مدعیِ وحی کا خود کو کشف میں" عورت" محسوس کرنا ایک ایسی غیر فطری حالت ہے جسے اسلامی تاریخ میں کسی بھی نبی یا ولی سے منسوب نہیں کیا گیا۔

اللہ تعالیٰ کی طرف "رجولیت" (مردانگی) کی نسبت

اس حوالے کا سب سے ہولناک پہلو وہ جملہ ہے جہاں لکھا ہے کہ" اللہ تعالیٰ نے رجولیت کی طاقت کا اظہار فرمایا"۔

اسلام میں اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے، وہ جسم، جنس، اور انسانی کیفیات سے مبرا ہے۔ اللہ کی طرف" رجولیت" (مردانہ طاقت) منسوب کرنا صریحاً شرک، توہین باری تعالیٰ اور تجسیم (خدا کو انسان جیسا قرار دینا) کے زمرے میں آتا ہے۔ یہ الفاظ کسی بھی طور پر اسلامی قرار نہیں دیے جاسکتے۔

"سمجھنے والے کے لیے اشارہ کافی ہے"

مصنف نے یہ جملہ لکھ کر اس واقعے کو مزید مشکوک اور ذومعنی بنا دیا ہے۔ یہ مبہم انداز اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ وہ جس کیفیت یا واقعے کا ذکر کر رہا ہے، وہ اخلاقی اور مذہبی طور پر اتنا قابل اعتراض ہے کہ اسے صاف لفظوں میں بیان کرنے کی ہمت بھی نہیں ہوسکی۔ ناقدین اسے مرزا قادیانی کی نفسیاتی الجھنوں (Psychological Disorders) یا جنسی کج روی (Paraphilia) پر مبنی خیالات کا نام دیتے ہیں۔

مریدوں کا غلو اور دفاع

یہ حوالہ مرزا قادیانی کے ایک قریبی ساتھی کی کتاب سے ہے، جو ظاہر کرتا ہے کہ قادیانی جماعت کے اندر اس قسم کے تصورات (کہ ان کا پیشوا عورت بن جاتا ہے اور خدا مردانگی دکھاتا ہے) نہ صرف موجود تھے بلکہ انہیں عظمت کے طور پر پیش کیا جاتا تھا۔ یہ تحریر قادیانی عقائد کے اس پہلو کو بے نقاب کرتی ہے جہاں وہ استعارے کی آڑ میں انتہائی غیر اخلاقی تصورات کو مذہب کا حصہ بناتے ہیں۔

مرزا مریم قادیانی کا حیض

بابو الٰہی بخش صاحب کی نسبت یہ الہام ہے یریدون ان یروا طمثك واللہ یرید ان یریک انعامہ الانعامات المتواترۃ۔ انت منی بمنزلۃ اولادی واللہ ولیک وربک فقلنا یا نار کونی بردًا یعنی بابو الٰہی بخش چاہتا ہے کہ تیرا حیض دیکھے یا کسی پلیدی اور ناپاکی پر اطلاع پائے مگر خدا تعالیٰ تجھے اپنے انعامات دکھلائے گا جو متواتر ہوں گے۔ اور تجھ میں حیض نہیں بلکہ وہ بچہ ہوگیا ہے ایسا بچہ جو بمنزلہ اطفال اللہ ہے یعنی حیض ایک ناپاک چیز ہے۔

(روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 581 تتمہ حقیقۃ الوحی)

عربی عبارت مع اعراب:

"يُرِيدُونَ أَنْ يَرَوْا طَمْسِكَ، وَاللهُ يُرِيدُ أَنْ يُرِيكَ أَنْعَامَهُ، الْأَنْعَامَاتِ الْمُتَوَاتِرَةَ۔ أَنْتَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ أَوْلَادِي، وَاللهُ وَلِيُّكَ وَرَبُّكَ، فَقُلْنَا: يَا نَارُ كُونِي بَرْدًا۔"

مرد کے لیے "حیض" کی اصطلاح کا استعمال

مرزا قادیانی نے اس حوالے میں بابو الٰہی بخش کی تنقید کو "حیض دیکھنے کی خواہش" سے تعبیر کیا اور اپنے متعلق کہا کہ " تجھ میں حیض نہیں بلکہ وہ بچہ ہو گیا ہے" ۔

حیض (Menstruation) ایک خالصتاً نسوانی جسمانی عمل ہے جو حیاتیاتی طور پر صرف عورتوں سے مخصوص ہے۔ایک مرد کا اپنی پاکیزگی ثابت کرنے کے لیے یہ کہنا کہ "مجھ میں حیض نہیں بلکہ بچہ ہو گیا ہے" ، انسانی فطرت اور عقلِ سلیم کے مکمل خلاف ہے۔ ناقدین اسے مرزا قادیانی کے زنانہ پن (Effeminacy) کے رجحان کی ایک اور مثال قرار دیتے ہیں۔

"اطفال اللہ" (اللہ کے بچے) کا تصور

عبارت میں ایک نہایت ہی خطرناک جملہ استعمال ہوا ہے: "ایسا بچہ جو بمنزلہ اطفال اللہ ہے" (یعنی اللہ کے بچوں کی مانند)۔

یہ عقیدہ صریحاً قرآنی تعلیمات کے خلاف ہے۔قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے یہود و نصاریٰ کے اس قول کی سخت تردید کی ہے کہ وہ "اللہ کے بیٹے" ہیں (نحن ابناء اللہ)۔مرزا قادیانی کا خود کو یا اپنی روحانی حالت کو "اللہ کے بچوں" سے تشبیہ دینا توحید کے بنیادی تصور پر ضرب لگانے کے مترادف ہے۔

حیض کو "ناپاکی" کہہ کر اپنی حالت کو "بچہ" قرار دینا

مرزا قادیانی نے استدلال کیا کہ مخالف تو اس کی ناپاکی (حیض) دیکھنا چاہتا تھا، لیکن اللہ نے اس حیض کو "بچہ" بنا دیا۔

اگر اس کلام کو الہام تسلیم کیا جائے (جیسا کہ مرزا قادیانی کا دعویٰ ہے)، تو یہ الہامی زبان کے معیار سے کوسوں دور ہے۔اللہ تعالیٰ کی وحی پاکیزہ اور باوقار ہوتی ہے۔حیض، حمل اور وضع

حمل جیسے استعارات کو ایک مرد کے حق میں بار بار استعمال کرنا کسی الہامی کلام کا خاصہ نہیں ہو سکتا۔

بابو الٰہی بخش کے ساتھ ذاتی عناد

بابو الٰہی بخش پہلے مرزا قادیانی کا مرید تھا، بعد میں انہوں نے مرزا قادیانی کی پیشگوئیوں کے غلط ثابت ہونے پر اس سے علیحدگی اختیار کر لی اور" عصائے موسیٰ" نامی کتاب لکھی۔

اس کے جواب میں مرزا قادیانی نے جس قسم کی زبان (حیض، ناپاکی، بچہ ہونا) استعمال کی، وہ کسی مذہبی پیشوا کے بجائے کسی عام بازاری شخص کی غصے میں کہی گئی باتوں کی عکاسی کرتی ہے۔ حیاتیاتی تضاد مرد کے وجود میں حیض اور پھر اس کا بچہ بن جانا طبی اور عقلی طور پر ناممکن ہے۔ عقائد کی خرابی" اطفال اللہ" کی اصطلاح عیسائیوں اور یہودیوں کے باطل عقائد کی جھلک پیش کرتی ہے۔

اخلاقی سطح مخالفین کے لیے ایسی زبان استعمال کرنا جو جنسی اعضاء اور کیفیات کے گرد گھومتی ہو، اخلاقی پستی کی دلیل ہے۔ یہ حوالہ ثابت کرتا ہے کہ مرزا قادیانی نے اپنی بحثوں میں استعارے کے نام پر ایسے تصورات متعارف کروائے جو نہ صرف اسلامی شریعت بلکہ انسانی وقار کے بھی منافی ہیں۔

مرزا مریم قادیانی کا غرارہ

> غرارہ: آخری ایام میں حضور ہمیشہ ایسے پاجامے پہنا کرتے تھے جو نیچے سے تنگ اوپر سے کھلے گاؤدم طرز کے اور شرعی کہلاتے ہیں۔ لیکن شروع میں 951890 میں میں نے حضور کو بعض دفعہ غرارہ پہنے ہوئے بھی دیکھا ہے۔

(ذکر حبیب صفحہ 31، نیو ایڈیشن)

یہ حوالہ مرزا قادیانی کے ایک اور قریبی مرید، مفتی محمد صادق کی کتاب ذکرِ حبیب سے ہے، جو مرزا قادیانی کے لباس اور ظاہری وضع قطع کے بارے میں ایک عجیب معلومات فراہم کرتا ہے۔

مرد کے لیے نسوانی لباس (غرارہ) کا انتخاب

"غرارہ" برصغیر کی ثقافت میں خالصتاً عورتوں کا لباس رہا ہے۔ یہ نیچے سے بہت زیادہ گھیر والا اور پھیلا ہوا ہوتا ہے۔

مرزا قادیانی نے خود کو مریم بننے، حاملہ ہونے اور حیض آنے کی کیفیات سے منسوب کیا تھا۔ اب اس حوالے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ اس کی یہ کیفیات محض استعارہ نہیں تھیں، بلکہ اس کے ظاہری لباس اور چال ڈھال میں بھی اس کا اثر نظر آتا تھا۔ ایک مرد کا، جو نبوت کا دعویٰ کر رہا ہو، عورتوں والا لباس (غرارہ) پہننا اخلاقی اور شرعی طور پر انتہائی معیوب ہے۔

شرعی احکامات کی خلاف ورزی

اسلام میں مردوں کے لیے عورتوں کی مشابہت اختیار کرنے اور عورتوں کے لیے مردوں کی مشابہت اختیار کرنے پر سخت وعید آئی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے ایسی مشابہت اختیار کرنے والوں پر لعنت فرمائی ہے۔ مرزا قادیانی کا "غرارہ" پہننا، خواہ وہ کسی بھی دور میں ہو، اس شرعی حکم کی صریح خلاف ورزی نظر آتا ہے۔ ایک مدعیِ الہام سے یہ توقع کی جاتی ہے کہ وہ سنتِ نبوی ﷺ اور وقارِ انسانی کا نمونہ ہو، نہ کہ نسوانی لباس پہن کر گھومے۔

تضاد اور دفاعی تاویلیں

اس حوالے میں یہ بھی لکھا ہے کہ بعد میں وہ "شرعی پاجامہ" پہننے لگے، لیکن 1890 سے 1895 کے درمیان (جب وہ اپنے دعووں کی تشہیر کر رہا تھا) اس کا غرارہ پہننا اس کی

شخصیت کے تضاد کو ظاہر کرتا ہے۔

قادیانی مبلغین اکثر یہ کہتے ہیں کہ وہ "عظمت" کی وجہ سے ایسا کرتے تھے یا یہ کسی خاص بیماری کی وجہ سے تھا، لیکن "غرارہ" کسی بیماری کا علاج نہیں ہے، بلکہ ایک مخصوص نسوانی فیشن ہے۔ یہ حوالہ مرزا قادیانی کی ان نفسیاتی کیفیات کی تصدیق کرتا ہے جو ہمارے پچھلے حوالوں (عورت بننا، مریم بننا) میں بیان ہوئی ہیں۔

مریدوں کی سادہ لوحی یا تصدیق

قادیانی مفتی محمد صادق نے اس بات کو ایک "واقعے" کے طور پر لکھا، شاید اسے اندازہ نہیں تھا کہ یہ اس کے پیشوا کی شخصیت پر کتنا بڑا سوالیہ نشان کھڑا کر دے گا۔ یہ تحریریں ثابت کرتی ہیں کہ مرزا قادیانی کے قریبی حلقے میں اس کی نسوانی حرکات وسکنات ایک جانی پہچانی حقیقت تھی، جسے چھپایا نہ جاسکا۔

یہ تمام حوالے مل کر ایک ایسی تصویر بناتے ہیں جہاں ایک شخص روحانیت کے نام پر صنفِ نازک کی خصوصیات خود میں پیدا کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔

غرارہ پہننے پر بیٹے کی تصدیق

> بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ حضرت مسیح موعود اوائل میں غرارے استعمال فرمایا کرتے تھے پھر میں نے کہہ کر وہ ترک کروا دئے۔ اس کے بعد آپ معمولی پاجامے استعمال کرنے لگ گئے۔
>
> (سیرت المہدی حصہ اول صفحہ 60 روایت نمبر 82)

یہ حوالہ جو مرزا قادیانی کے صاجنرادے مرزا بشیر احمد ایم اے کی کتاب سیرت المہدی سے ہے، پچھلے حوالے (ذکرِ حبیب) کی نہ صرف تصدیق کرتا ہے بلکہ اس میں ایک انتہائی اہم سماجی اور خاندانی پہلو کا اضافہ بھی کرتا ہے۔

"ترک کروادیے": ایک معنی خیز جملہ

اس حوالے میں سب سے اہم بات یہ ہے کہ مرزا قادیانی کی اہلیہ (نصرت جہاں بیگم) نے خود کہہ کر یہ لباس ترک کروایا۔

اگر غرارہ پہننا کوئی شرعی ضرورت یا الہامی ہدایت ہوتی تو اس کی اہلیہ اسے کبھی ترک نہ کرواتی۔ اس کا یہ کہنا کہ " میں نے کہہ کر وہ ترک کروادیے" اس بات کی دلیل ہے کہ وہ خود بھی اس لباس کو مردانہ وقار کے خلاف اور معیوب سمجھتی تھی۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ مرزا قادیانی کی یہ پسند اس کے گھر والوں کے نزدیک بھی قابل اعتراض تھی۔

اوائلِ عمر اور دعویٰ کے ایام

یہاں " اوائل" سے مراد وہ دور ہے جب مرزا قادیانی اپنے دعووں کی بنیاد رکھ رہا تھا۔

ایک مصلح اور مجدد کے لیے لباس کی پاکیزگی اور مردانگی بنیادی شرائط میں سے ہے۔

والدہ صاحبہ (یعنی زوجہ مرزا قادیانی نصرت جہاں بیگم) کا یہ بیان ثابت کرتا ہے کہ مرزا قادیانی میں نسوانیت کا میلان (Effeminacy) اتنا واضح تھا کہ اسے ایک عورت (اس کی بیوی) کو ٹوکنا پڑا تا کہ وہ مردانہ لباس (معمولی پاجامہ) اختیار کرے۔

مریمیت کے دعوے کی عملی تصویر

ہم نے پہلے جو حوالے دیے جن میں مرزا قادیانی نے خود کو مریم کہا اور دو سال تک پردہ میں نشوونما پانے کا ذکر کیا، یہ غرارہ پہننا اسی ذہنی کیفیت کی عملی عکاسی معلوم ہوتا ہے۔

ناقدین کا کہنا ہے کہ مرزا قادیانی صرف تحریروں میں مریم نہیں بنا تھا، بلکہ وہ اپنی حرکات وسکنات اور لباس سے بھی اس کا اظہار کرتا تھا۔ یہ حوالہ اس دعوے پر مہرِ تصدیق ثبت کرتا ہے۔

سیرت المہدی کی اہمیت

چونکہ یہ کتاب مرزا قادیانی کے بیٹے نے لکھی ہے اور اس کی والدہ کی روایت بیان کی ہے، اس لیے قادیانی جماعت اسے جھٹلا نہیں سکتی۔

یہ کوئی دشمن کا لگایا ہوا الزام نہیں ہے بلکہ گھر کی گواہی ہے۔ ایک بیٹا اپنی ماں کے حوالے سے باپ کی جس کمزوری کو بیان کر رہا ہے، وہ تاریخ کا حصہ بن چکی ہے۔

غرارہ پہننے کے مذید حوالہ جات

والد صاحب عموماً غرارا پہنا کرتے تھے۔ مگر سفروں میں بعض اوقات تنگ پاجامہ بھی پہنتے تھے۔

(سیرت المہدی حصہ اول صفحہ 205، روایت نمبر 205)

چوغہ پہنتے تھے۔ اور غرارہ بھی پہنتے تھے۔

(سیرت المہدی حصہ سوم صفحہ 695)

دعویٰ مسیحیت اور نسوانیت کا تصور

مرزا غلام احمد قادیانی کی تحریروں کا مطالعہ کیا جائے تو ایک نہایت عجیب اور متنازعہ پہلو سامنے آتا ہے۔ مرزا قادیانی نے اپنے مسیحِ موعود ہونے کے دعوے کو ثابت کرنے کے لیے ایسی توجیہات پیش کیں جو انسانی فطرت، عقلِ سلیم اور اسلامی شریعت کے بنیادی اصولوں کے مکمل خلاف ہیں۔ انہوں نے پہلے تحریری طور پر خود کو عورت (مریم) قرار دیا، پھر اپنے وجود کے لیے حمل، حیض اور دردِ زہ جیسی نسوانی علامات کا دعویٰ کیا، اور آخر کار اپنی عملی زندگی میں بھی عورتوں کا مخصوص لباس (غرارہ) زیب تن کیا۔ درج ذیل میں ہم قرآن وسنت اور مرزا قادیانی کے اپنے بیانات کی روشنی میں اس کا جائزہ لیں گے۔

کیا عورت نبی ہو سکتی ہے؟

اسلامی شریعت کا یہ طے شدہ اصول ہے کہ منصب نبوت صرف مردوں کے لیے مخصوص

ہے۔ایک ایسا شخص جو عورتوں کی سی کیفیات رکھتا ہو، عورتوں جیسا لباس پہنتا ہو اور خود کو حاملہ قرار دیتا ہو، وہ مسیحِ پاک تو دور کی بات، ایک عام باوقار مرد کہلانے کا بھی حقدار نہیں رہتا۔ہم نے اپنے اس رسالہ میں مرزا قادیانی کے دعووں کے تضادات کو "گھر کی گواہی" (سیرت المہدی) اور "تحریری اعترافات" (روحانی خزائن) کے ذریعے خوب واضح کیا ہے۔

نفسیاتی تجزیہ اور متوازی مطالعہ

مرزا قادیانی کے ان تمام حوالہ جات کو جب ایک ترتیب میں رکھا جائے، تو یہ محض "استعارہ" نہیں بلکہ ایک نفسیاتی الجھن (Psychological Regression) کی نشاندہی کرتے ہیں۔جب ایک انسان اپنی صنف (Gender) سے فرار حاصل کر کے دوسری صنف کی کیفیات کو خود پر طاری کرتا ہے، تو علمِ نفسیات میں اسے ایک مخصوص کیفیت کہا جاتا ہے، لیکن مذہب کی دنیا میں اسے "خبطِ نبوت" کے ساتھ "تلبیسِ ابلیس" کا نام دیا جاتا ہے۔

استعارہ بمقابلہ حقیقت ایک علمی گرفت

اگر مرزا قادیانی کا دفاع کرنے والے یہ کہیں کہ یہ سب "استعارات" تھے، تو ان سے یہ سوال کیا جانا چاہیے کہ:

کیا کائنات کے کسی بھی سچے نبی نے (نعوذ باللہ) اپنی روحانی ترقی کو ظاہر کرنے کے لیے حیض یا حمل جیسی علامتیں استعمال کیں؟

قرآن کریم میں حضرت مریم علیہا السلام کی پاکیزگی کے لیے "احصنت فرجھا" (جس نے اپنی عصمت کی حفاظت کی) کے الفاظ آئے۔مرزا قادیانی نے اس مقام کو اپنے اوپر چسپاں کر کے نہ صرف اپنی توہین کی بلکہ اس مقدس استعارے کی روح کو بھی پامال کیا۔

صنفِ نازک کی تحقیر کا پہلو

ایک طرف مرزا قادیانی خود کو مریم کہتا ہے، لیکن دوسری طرف مخالفین (جیسے بابو الٰہی بخش) کو نیچا دکھانے کے لیے حیض کو پلیدی اور ناپاکی سے تعبیر کرتا ہے۔ یہ تضاد ظاہر کرتا ہے کہ وہ نسوانی کیفیات کو صرف اس وقت اپنا ڈھال بناتا تھا جب اسے ابن مریم بننا ہوتا تھا، ورنہ عام حالات میں وہ اسے جائے نفرت سمجھتا تھا۔

نبوت کا نمونہ اور مرزا کا عکس (تقابلی جائزہ)

انبیاء علیہم السلام کی زندگی اسوہ ہوتی ہے۔ حضرت محمد ﷺ کی زندگی میں مردانہ وجاہت کا یہ عالم تھا کہ صحابہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کی ہیبت سے پسینہ آجاتا تھا۔ جبکہ مرزا قادیانی کے ہاں:

لباس: سنتِ نبوی کے بجائے "غرارہ" (نسوانی لباس)۔

کیفیت: جلالِ نبوت کے بجائے "دردِزہ" (زچگی کی تکلیف)۔

خطاب: عبداللہ کے بجائے "مریم"۔

رسالے کا حاصلِ مطالعہ

اس تمام بحث سے یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ مرزا قادیانی کا وجود اسلام کے طے شدہ اصولوں "الرجال قوامون علی النساء" (مرد عورتوں پر حاکم ہیں) کے صریح خلاف تھا۔ جو شخص اپنی صنفی شناخت (Identity) کے بارے میں اس قدر تذبذب کا شکار ہو کہ کبھی وہ مریم بن جائے، کبھی اسے حیض آنے لگے اور کبھی وہ غرارہ پہن کر گھر والوں سے ڈانٹ کھائے، وہ پوری امتِ مسلمہ کا "مسیح اور مہدی" کیسے ہو سکتا ہے؟

یہ رسالہ اس بات کی دعوت دیتا ہے کہ قادیانیت کا مطالعہ صرف ان کے ظاہری عقائد کی حد تک نہ کیا جائے، بلکہ ان کے پیشوا کی ان تحریروں کو بھی دیکھا جائے جو انسانی غیرت اور

ایمانی بصیرت پر ایک سوالیہ نشان ہیں۔

مرزا قادیانی کی" مریمیت" دراصل اس کے دعوائے مسیحیت کے لیے گھڑا گیا ایک ایسا کمزور سہارا تھا جس نے خود اس کی اپنی مردانہ شخصیت کو بھی مجروح کر دیا۔

قادیانی جماعت سے ایک اصولی اور منطقی سوال

تم لوگوں کا پورا لٹریچر اس بات سے بھرا پڑا ہے کہ مرزا قادیانی نے خود کو" مریم" کہا، " حاملہ" قرار دیا،" دردِ زہ" کی تکلیف کا ذکر کیا اور"حیض" جیسے خالص نسوانی الفاظ اپنی ذات کے لیے استعمال کیے۔ یہاں تک کہ اس کی عملی زندگی میں" غرارہ" پہننے کی شہادتیں بھی اس کے اپنوں نے دیں۔

اگر تم یہ کہتے ہو کہ یہ سب" استعارہ" یا" روحانی کیفیت"تھی، تو ہمارا تم سے ایک سادہ سا سوال ہے:

" جب مرزا قادیانی خود اپنے بارے میں یہ تسلیم کرتا ہے کہ وہ استعارہ کے رنگ میں مریم (عورت) بن گیا تھا، تو تم لوگ اسے (مونث) کہہ کر کیوں مخاطب نہیں کرتے؟"

اگر مریم بننا، حاملہ ہونا اور بچہ جننا (عیسیٰ بننا) ایک روحانی حقیقت تھی، تو پھر اس حقیقت کا تقاضا تو یہ تھا کہ تم لکھتے:

☆ مرزا صاحبہ مریم بن گئی تھیں۔

☆ انہیں استعاراتی طور پر دردِ زہ ہوئی۔

☆ وہ دس ماہ تک حاملہ رہیں۔

لیکن تم ان کے لیے مرد کے صیغے استعمال کرتے ہو جبکہ وہ اپنی کیفیات"عورت" والی بیان کر رہا ہے۔ اگر صنف (Gender) کی یہ تبدیلی روحانی طور پر سچی تھی، تو پھر تمہاری زبان اور گرامر اس کی تردید کیوں کر رہی ہے؟ اور اگر یہ صرف ایک خیالی ڈھونگ

تھا، تو ایک نبی کے لیے ایسی کریہہ (ناپسندیدہ) مثالیں کیوں چنی گئیں جن پر اللہ کے رسول ﷺ نے لعنت فرمائی ہے؟

یا تو مرزا قادیانی کی ان تحریروں کو باطل تسلیم کرو، یا پھر اسے اس کی اپنی بیان کردہ مریمیت کے مطابق مونث کے صیغوں سے یاد کرو۔ دونوں صورتوں میں تمہارا دعویٰ باطل ثابت ہوتا ہے۔

مرزا قادیانی کی تحاریر میں نسوانیت کا رنگ

مرزا قادیانی کے دعووں کے مطابق جب وہ مریم کی صفت میں ڈھل گیا، تو اس کا اثر صرف اس کے دعووں تک محدود نہ رہا بلکہ اس کی زبان اور قلم پر بھی وہی زنانہ پن غالب آ گیا جو عام طور پر کم ظرف اور جھگڑالو عورتوں کا شیوہ ہوتا ہے۔ انبیاء کی زبان میں جلال ہوتا ہے، گالی نہیں، وقار ہوتا ہے، کوسنے نہیں۔ مگر مرزا قادیانی کا قلم وہی زبان اگلتا رہا جو گلی محلے کی لڑائیوں میں عورتیں ایک دوسرے کے خلاف استعمال کرتی ہیں۔

گالیاں اور بدزبانی: ایک نسوانی کمزوری

جب عورتوں کے پاس دلیل ختم ہو جائے تو وہ بدزبانی پر اتر آتی ہیں۔ مرزا قادیانی نے اپنے مخالفین کے لیے جو الفاظ استعمال کیے، وہ کسی بھی شریف مرد کے لیے باعثِ شرم ہیں۔

مخالفین کو ذریۃ البغایا (بدکار عورتوں کی اولاد یا کنجریوں کی اولاد) کہنا۔

علماء کو ابنائے بغایا (زناکاروں کی اولاد) کے نام سے پکارنا۔

اپنے مخالف کو کتی اور سور جیسے الفاظ سے مخاطب کرنا۔

یہ وہ زبان ہے جو عام طور پر لڑاکا عورتیں طعنہ زنی کے دوران استعمال کرتی ہیں، کسی مصلحِ وقت کی زبان ایسی سوقیانہ نہیں ہو سکتی۔

کوسنے اور بددعائیں "کوجھی" فطرت کی عکاسی

عورتوں کی لڑائی کا ایک خاص انداز کوسنے دینا ہے (یعنی بددعائیں دینا کہ تیرا یہ ہو جائے، تو مر جائے، تیری نسل ختم ہو جائے)۔مرزا قادیانی کا سارا لٹریچر اسی قسم کے کوسنوں سے بھرا پڑا ہے۔

وہ اپنے مخالفین کے بارے میں مسلسل یہ پیشگوئیاں کرتا رہا کہ وہ میری زندگی میں مر جائے گا، اس پر طاعون آ جائے گا۔

اس کا قلم دعاؤں کے بجائے بددعاؤں کے سانچے میں ڈھلا ہوا تھا، جو کہ ایک نفسیاتی نسوانی صفت ہے۔

طعنہ زنی اور طنزِ تشنیع

مرزا قادیانی کی تحریروں میں وہی مخصوص زنانہ طنز پایا جاتا ہے جس میں مخاطب کی تذلیل مقصود ہوتی ہے۔

مثلاً کسی کو اندھا کہنا، کسی کو پلید کہنا، یا کسی کی جسمانی خامیوں کا مذاق اڑانا۔

عربی زبان میں بدزبانی کے وہ ریکارڈ قائم کرنا جو جاہلیت کے دور کی عورتیں بھی نہیں کرتی تھیں۔

جذباتی عدم توازن (Hysteria)

عورتوں میں جذباتیت زیادہ ہوتی ہے، وہ ذرا سی بات پر آپے سے باہر ہو جاتی ہیں۔ مرزا قادیانی کے خطوط اور تحاریر میں یہی ہسٹریائی کیفیت (Hysteric condition) نظر آتی ہے۔جب کوئی اسے آئینہ دکھاتا، تو وہ غصے میں آ کر ایسے الہامات سنانے لگتا جن میں غلاظت اور گالیوں کا عنصر نمایاں ہوتا۔

قرآن کہتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ خلق عظیم پر فائز ہیں۔آپ ﷺ نے کبھی کسی کو گالی

نہیں دی، یہاں تک کہ دشمنوں کو بھی۔ مرزا قادیانی کا خود کو مریم قرار دینا اور پھر عملی زندگی میں عورتوں کی طرح گالیاں دینا، بدکلامی کرنا اور کوسنے دینا اس بات کی دلیل ہے کہ اس کی شخصیت میں مردانہ وقار کا جنازہ نکل چکا تھا۔ یہ تمام اوصاف اس کے مریمیت کے دعوے کی عملی تصویر ہیں، کیونکہ اس نے مردوں والا حلم و بردباری چھوڑ کر عورتوں والی کج بحثی اور بدزبانی اختیار کر لی تھی۔

کیا جائے کہ تمہیں کیوں ابن مریم کہا جائے اور کیا آج سے بیس۲۰ بائیس۲۲ برس پہلے بلکہ اس سے بھی زیادہ میری طرف سے یہ منصوبہ ہوسکتا تھا کہ میں اپنی طرف سے الہام تراش کر اول اپنا نام مریم رکھتا اور پھر آگے چل کر افترا کے طور پر یہ الہام بناتا کہ پہلے زمانہ کی مریم کی طرح مجھ میں بھی عیسیٰ کی روح پھونکی گئی اور پھر آخر کار صفحہ ۵۵۶ براہین احمدیہ میں یہ لکھ دیتا کہ اب میں مریم میں سے عیسیٰ بن گیا۔ اے عزیزو! غور کرو اور خدا سے ڈرو ہرگز یہ انسان کا فعل نہیں یہ باریک اور دقیق حکمتیں انسان کے فہم اور قیاس سے بالاتر ہیں اگر براہین احمدیہ کی تالیف کے وقت جس پر ایک زمانہ گذر گیا مجھے اس منصوبہ کا خیال ہوتا تو میں اُسی براہین احمدیہ میں یہ کیوں لکھتا کہ عیسیٰ مسیح ابن مریم آسمان سے دوبارہ آئے گا سو چونکہ خدا جانتا تھا کہ اس نکتہ پر علم ہونے سے یہ دلیل ضعیف ہو جائے گی اس لئے گو اُس نے براہین احمدیہ کے تیسرے حصہ میں میرا نام مریم رکھا پھر جیسا کہ براہین احمدیہ سے ظاہر ہے دو۲ برس تک صفت مریمیت میں میں نے پرورش پائی اور پردہ میں نشوونما پاتا رہا پھر جب اُس پر دو برس گزر گئے تو جیسا کہ براہین احمدیہ کے حصہ چہارم صفحہ ۴۹۶ میں درج ہے مریم کی طرح عیسیٰ کی روح مجھ میں نفخ کی گئی اور استعارہ کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا اور آخر کئی مہینہ کے بعد جو دس مہینے سے زیادہ نہیں بذریعہ اس الہام کے جو سب سے آخر براہین احمدیہ کے حصہ چہارم صفحہ ۵۵۶ میں درج ہے مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا پس اس طور سے میں ابن مریم ٹھہرا۔ اور خدا نے براہین احمدیہ کے وقت میں اس سر خفی کی مجھے خبر نہ دی حالانکہ وہ سب خدا کی وحی جو اس راز پر مشتمل تھی میرے پر نازل ہوئی اور براہین میں درج ہوئی مگر مجھے اُس کے معنوں اور اس ترتیب پر اطلاع نہ دی گئی اسی واسطے میں نے مسلمانوں کا رسمی عقیدہ براہین احمدیہ میں لکھ دیا تا میری سادگی اور عدم بناوٹ پر وہ گواہ ہو وہ۔۔۔۔ لکھنا جو الہامی نہ تھا محض رسمی تھا مخالفوں کے لئے قابل استناد نہیں کیونکہ مجھے خود بخود غیب کا دعویٰ نہیں جب تک کہ خود خدا تعالیٰ مجھے نہ سمجھاوے۔ سو اس وقت تک حکمتِ الٰہی کا یہی

تقاضا تھا کہ براہین احمدیہ کے بعض الہامی اسرار میری سمجھ میں نہ آتے مگر جب وقت آ گیا تو وہ اسرار مجھے سمجھائے گئے تب میں نے معلوم کیا کہ میرے اس دعویٰ مسیح موعود ہونے میں کوئی نئی بات نہیں یہ وہی دعویٰ ہے جو براہین احمدیہ میں بار بار بتصریح لکھا گیا ہے۔ اس جگہ ایک اور الہام کا بھی ذکر کرتا ہوں اور مجھے یاد نہیں کہ میں نے وہ الہام اپنے کسی رسالہ یا اشتہار میں شائع کیا ہے یا نہیں لیکن یہ یاد ہے کہ صدہا لوگوں کو میں نے سنایا تھا اور میری یادداشت کے الہامات میں موجود ہے اور وہ اُس زمانہ کا ہے جب کہ **خدا نے مجھے پہلے مریم کا خطاب دیا اور پھر نفخ روح کا الہام کیا۔ پھر بعد اس کے یہ الہام ہوا تھا** فاجاء ھا المخاض الی جذع النخلة قالت یالیتنی مت قبل ھذا و کنت نسیا منسیا یعنی پھر مریم کو جو مراد اِس عاجز سے ہے دردِ زہ تنہ کھجور کی طرف لے آئی یعنی عوام الناس اور جاہلوں اور بے سمجھ علماء سے واسطہ پڑا جن کے پاس ایمان کا پھل نہ تھا جنہوں نے تکفیر و توہین کی اور گالیاں دیں اور ایک طوفان برپا کیا تب مریم نے کہا کہ کاش میں اس سے پہلے مر جاتی اور میرا نام و نشان باقی نہ رہتا یہ اس شور کی طرف اشارہ ہے جو ابتدا میں مولویوں کی طرف سے بہ ہیئت مجموعی پڑا اور وہ اس دعویٰ کی برداشت نہ کر سکے اور مجھے ہر ایک حیلہ سے انہوں نے فنا کرنا چاہا تب اُس وقت جو کرب اور قلق ناسمجھوں کا شور و غوغا دیکھ کر میرے دل پر گذرا اُس کا اس جگہ خدا تعالیٰ نے نقشہ کھینچ دیا ہے اور اس کے متعلق اور بھی الہام تھے جیسا لقد جئت شیئا فریا۔ ما کان ابوک امرء سوء و ما کانت أمّک بغیا اور پھر اس کے ساتھ کا الہام براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۲۱ میں موجود ہے اور وہ یہ ہے۔ الیس اللّٰہ بکاف عبدہ و لنجعلہ ایة للناس و رحمة منا و کان امرا مقضیا۔ قول الحق الذی فیہ تمترون دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۵۱۶ سطر ۱۲ و ۱۳۔ (ترجمہ) اور لوگوں نے کہا کہ اے مریم تو نے یہ کیا مکروہ اور قابلِ نفرین کام دکھلایا جو راستی سے دور ہے تیرا باپ☆ اور تیری ماں تو ایسے نہ تھے

☆ **نوٹ:** اس الہام پر مجھے یاد آیا کہ بٹالہ میں فضل شاہ یا مہر شاہ نام ایک سید تھے جو میرے والد صاحب سے بہت

ظاہر ہے کہ یلج الجمل فی سم الخیاط اشارے کے طور پر ہے۔ اور مدراج میں سے ایک درجے کی علامت کنایہ مقرر فرمائی گئی ہیں۔ جیساکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک موقعہ پر اپنی حالت یہ ظاہر فرمائی ہے کہ کشف کی عالت آپ پر اس طرح طاری ہوئی۔ کہ گویا آپ عورت ہیں۔ اور اللہ تعالےٰ نے رجولیت کی طاقت کا اظہار فرمایا تھا سمجھنے والے کے لئے اشارہ کافی ہے

پس جن لوگوں کو میرا وہ رقعہ جو میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں لکھا تھا اور اُس میں اپنی کشفی حالت ظاہر کی تھی میرے جنون کی دلیل نظر آتا ہے وہ اپنے ایمان کی فکر کریں اور قرآن کے الفاظ ولمن خاف مقام ربہٖ جنتٰن ومن دونھما جنتٰن پ ۲۷ ع ۱۴ کی کسوٹی پر اپنے ایمان کو پرکھیں یہاں اللہ تعالےٰ ڈرنے والے کو دو جنت عطا فرمانے کا وعدہ فرماتا ہے جس کی تعریف درمیانی فقرات ہیں۔ یعنے اون میں چشمے ہونگے۔ لولو اور مرجان ہونگے سرہانے ہونگے وغیرہ وغیرہ اخیر میں فرماتا ہے کہ اون دو جنتوں سے ورے دو جنت اور بھی ہیں یعنے جیسے مرنے کے بعد اون کو دو جنت ملیں گے ایسے ہی اسی دنیاوی زندگی میں بھی دو جنت ملیں گے اور الفاظ من کان فی ھذہٖ اعمیٰ فھو فی الاخرۃ اعمیٰ۔ اس کی تشریح ہے۔

اب میاں صاحب اور مولوی محمد علی صاحب مہربانی فرماکر کھول کر لکھیں کہ اُن کو دو جنت کون سے حاصل ہیں۔ یوں ہی اعتراض کر دینا تو بڑا آسان ہے خود کسی صنعت کے موصوف بنکر بتا دیں۔ اب میں مختصر طور پر اون خوابوں اور کشفوں کو ظاہر کرتا ہوں جو بطور پیشگوئی ظاہر ہوئے اور ہونے والے ہیں ایک سال سے زیادہ عرصہ گذرا۔ کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ پشاور کے گرد کسی مسلمان بادشاہ کی چھیڑ چھاڑ ہو رہی ہے انجام کچھ معلوم نہ ہوا تھا۔ مگر تاہم میں نے

کہ میں آپ کے افترا کی وجہ سے کسی انسانی عدالت میں آپ پر نالش نہیں کروں گا۔ سو میں کہتا ہوں کہ میں نہ صرف انسانی عدالت میں نالش کروں گا بلکہ میں خدا کی عدالت میں بھی نالش نہیں کرتا۔ لیکن چونکہ آپ نے محض جھوٹے اور قابل شرم الزام میرے پر لگائے ہیں اور مجھے ناکردہ گناہ دُکھ دیا ہے اِس لئے میں ہرگز یقین نہیں رکھتا کہ میں اس وقت سے پہلے مروں جب تک کہ میرا قادر خدا ان جھوٹے الزاموں سے مجھے بَری کر کے آپ کا کاذب ہونا ثابت نہ کرے۔

اَلا اِنَّ لَعْنَۃَ اللّٰہِ عَلَی الْکَاذِبِیْن اِسی کے متعلق قطعی اور یقینی طور پر مجھ کو ۱۱؍دسمبر ۱۹۰۰ء روز پنجشنبہ کو یہ الہام ہوا۔

برمقام فلک شدہ یارب گر امیدے دہم مدار عجب۔ بعد ۱۱ انشاءاللہ تعالیٰ۔ مگر بہرحال ایک نشان میری بریّت کے لئے اِس مدّت میں ظاہر ہوگا جو آپ کو سخت شرمندہ کرے گا۔ خدا کی کلام پر ہنسی نہ کرو۔ پہاڑ ٹل جاتے ہیں دریا خشک ہو سکتے ہیں موسم بدل جاتے ہیں مگر خدا کا کلام نہیں بدلتا جب تک پورا نہ ہو لے۔

اِسی طرح میری کتاب **اربعین نمبر ۴** صفحہ ۱۹ میں بابو الٰہی بخش صاحب کی نسبت یہ الہام ہے یریدون اَنْ یروا طمثک واللّٰہ یرید ان یریک انعامہ الانعامات المتواترۃ. انت منی بمنزلۃ اولادی واللّٰہ ولیک وربک فقلنایا نار کونی بردًا یعنی بابو الٰہی بخش چاہتا ہے کہ تیرا حیض دیکھے یا کسی پلیدی اور ناپاکی پر اطلاع پائے مگر خدا تعالیٰ تجھے اپنے انعامات دکھلائے گا جو متواتر ہوں گے۔ اور تجھ میں حیض نہیں بلکہ وہ بچہ ہو گیا ہے ایسا بچہ جو بمنزلہ اطفال اللہ ہے۔ یعنی حیض ایک ناپاک چیز ہے مگر بچہ کا جسم اسی سے تیار ہوتا ہے۔ اسی طرح جب انسان خدا کا ہو جاتا ہے تو جس قدر فطرتی ناپاکی اور گند ہوتا ہے جو انسان کی فطرت کو لگا ہوا ہوتا ہے اُسی سے ایک روحانی جسم تیار ہوتا ہے۔ یہی طمث انسانی ترقیات کا نتیجہ ہے۔ اِسی بناء پر صوفیاء کا قول ہے کہ اگر گناہ نہ ہوتا تو انسان کوئی ترقی نہ کرسکتا۔ آدم کی ترقیات کا بھی یہی موجب ہوا۔ اِسی وجہ سے ہر ایک نبی مخفی کمزوریوں پر نظر کر کے استغفار

اِستعمال خطاب ''تُو''

مَیں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کو کبھی نہیں سُنا کہ آپ نے کبھی کسی کو ''تُو'' کے لفظ سے مخاطب کیا ہو سوائے ایک دفعہ کے جبکہ ایک شخص جو مولوی ثناء اللہ کا وکیل ہوکر آپ کے سامنے آیا اور بہت گُستاخی سے اور چالاکی سے جلدی جلدی باتیں کرتا تھا۔ حضورؑ نے ایک دفعہ اُسے ''تُو'' کے لفظ سے مخاطب کیا تھا۔

غرارہ

آخری ایّام میں حضورؑ ہمیشہ ایسے پاجامے پہنا کرتے تھے جو نیچے سے تنگ اُوپر سے کُھلے گاؤدُم طرز کے اور شرعی کہلاتے ہیں۔ لیکن شروع میں ۹۵-۱۸۹۰ء میں مَیں نے حضورؑ کو بعض دفعہ غرارہ پہنے ہوئے بھی دیکھا ہے۔

مَاتم میں چیخنے چلّانے سے منع فرمایا

جب صاحبزادہ حضرت مبارک احمد کی وفات ہوئی اور نعش مبارک اُوپر کے صحن میں پڑی تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام حضرت بیوی صاحبہ کو الگ دوسری چھت پر لے گئے تا کہ نعش کے پاس بیٹھ کر رونے چلّانے کی تحریک نہ ہو اور دوسری عورتوں کو بھی چیخنے چلّانے سے منع فرمایا۔

حضورؑ کا دَایاں ہاتھ

حضورؑ کی دائیں کلائی (ہاتھ اور کہنی کے دَرمیان کا حصہ) کمزور تھی۔ فرمایا کرتے تھے کہ مَیں بچپن میں ایک دفعہ گر گیا تھا اور اس بازو کی ہڈی ٹوٹ گئی تھی۔ تب سے اِس میں کمزوری ہےَ اور چیز پکڑ کر اُوپر کو زیادہ نہیں اُٹھایا جاسکتا۔ اِس واسطے چائے کی پیالی بائیں ہاتھ سے اُٹھا کر پیا کرتے تھے لیکن کھانا دائیں ہاتھ سے ہمیشہ کھایا کرتے تھے اور تحریر بھی دائیں ہاتھ سے کرتے تھے اور بظاہر کچھ معلوم نہ ہوتا تھا کہ اس ہاتھ میں کچھ کمزوری ہے یا ہڈی ٹوٹی ہوئی ہے۔

گالیوں کے اِشتہارات کا بَستہ

حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی مخالفت میں جو گندے اِشتہارات گالیوں کے شائع ہوا کرتے تھے، اُن کو حضورؑ ایک الگ بستے میں رکھتے رہتے تھے۔ چنانچہ ایسے اشتہاروں کا ایک بڑا بستہ بن گیا تھا جو ہمیشہ آپ کے کمرے میں کسی طاق میں یا صندوق میں محفوظ رہتا تھا۔



احمدیت کی وجہ سے تنگ نہیں کیا۔

(اس روایت کے متعلق یہ بات قابل نوٹ ہے کہ اس کے راوی صاحب نے اب حضرت خلیفۃ المسیح کے منشاء کے ماتحت اپنا نام عبدالرحیم رکھ لیا ہے اور عموماً مولوی عبدالرحیم صاحب درد کے نام سے یاد کئے جاتے ہیں۔)

﴿81﴾ **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم**۔ بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ جب حضرت مسیح موعودؑ کو دورے پڑنے شروع ہوئے تو آپ نے اس سال سارے رمضان کے روزے نہیں رکھے اور فدیہ ادا کر دیا۔ دوسرا رمضان آیا تو آپ نے روزے رکھنے شروع کئے مگر آٹھ نو روزے رکھے تھے کہ پھر دورہ ہوا اس لئے باقی چھوڑ دیئے اور فدیہ ادا کر دیا۔ اس کے بعد جو رمضان آیا تو اس میں آپ نے دس گیارہ روزے رکھے تھے کہ پھر دورہ کی وجہ سے روزے ترک کرنے پڑے اور آپ نے فدیہ ادا کر دیا۔ اسکے بعد جو رمضان آیا تو آپ کا تیرھواں روزہ تھا کہ مغرب کے قریب آپ کو دورہ پڑا اور آپ نے روزہ توڑ دیا اور باقی روزے نہیں رکھے اور فدیہ ادا کر دیا۔ اس کے بعد جتنے رمضان آئے آپ نے سب روزے رکھے مگر پھر وفات سے دو تین سال قبل کمزوری کی وجہ سے روزے نہیں رکھ سکے اور فدیہ ادا فرماتے رہے۔ خاکسار نے دریافت کیا کہ جب آپ نے ابتداء دوروں کے زمانہ میں روزے چھوڑے تو کیا پھر بعد میں ان کو قضاء کیا؟ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ نہیں صرف فدیہ ادا کر دیا تھا۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ جب شروع شروع میں حضرت مسیح موعودؑ کو دوران سر اور برد اطراف کے دورے پڑنے شروع ہوئے تو اس زمانہ میں آپ بہت کمزور ہو گئے تھے اور صحت خراب رہتی تھی اس لئے جب آپ روزے چھوڑتے تھے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پھر دوسرے رمضان تک ان کے پورا کرنے کی طاقت نہ پاتے تھے مگر جب اگلا رمضان آتا تو پھر شوق عبادت میں روزے رکھنے شروع فرما دیتے تھے لیکن پھر دورہ پڑتا تھا تو ترک کر دیتے تھے اور بقیہ کا فدیہ ادا کر دیتے تھے۔ واللہ اعلم۔

﴿82﴾ **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم**۔ بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ حضرت مسیح موعودؑ اوائل

میں غرارے استعمال فرمایا کرتے تھے پھر میں نے کہہ کر وہ ترک کروا دئے ۔اس کے بعد آپ معمولی پاجامے استعمال کرنے لگ گئے ۔خاکسار عرض کرتا ہے کہ غرارہ بہت کھلے پائنچے کے پائجامے کو کہتے ہیں ۔(پہلے اس کا ہندوستان میں بہت رواج تھا اب بہت کم ہوگیا ہے ۔)

﴿83﴾ **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم** ۔خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ عام طور پر سفید ململ کی پگڑی استعمال فرماتے تھے جو عموماً دس گز لمبی ہوتی تھی ۔پگڑی کے نیچے کلاہ کی جگہ نرم قسم کی رومی ٹوپی استعمال کرتے تھے ۔اور گھر میں بعض اوقات پگڑی اتار کر سر پر صرف ٹوپی ہی رہنے دیتے تھے ۔بدن پر گرمیوں میں عموماً ململ کا کرتہ استعمال فرماتے تھے ۔اس کے اوپر گرم صدری اور گرم کوٹ پہنتے تھے ۔پاجامہ بھی آپ کا گرم ہوتا تھا ۔نیز آپ عموماً جراب بھی پہنے رہتے تھے بلکہ سردیوں میں دو دو جوڑے اوپر تلے پہن لیتے تھے ۔پاؤں میں آپ ہمیشہ دیسی جوتا پہنتے تھے ۔نیز بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ جب سے حضرت مسیح موعودؑ کو دورے پڑنے شروع ہوئے اس وقت سے آپ نے سردی گرمی میں گرم کپڑے کا استعمال شروع فرما دیا تھا ۔ان کپڑوں میں آپ کو گرمی بھی لگتی تھی اور بعض اوقات تکلیف بھی ہوتی تھی مگر جب ایک دفعہ شروع کر دیئے تو پھر آخر تک یہی استعمال فرماتے رہے ۔اور جب سے شیخ رحمت اللہ صاحب گجراتی ثم لاہوری احمدی ہوئے وہ آپ کے لئے کپڑوں کے جوڑے بنوا کر باقاعدہ لاتے تھے اور حضرت صاحب کی عادت تھی کہ جیسا کپڑا کوئی لے آئے پہن لیتے تھے ۔ایک دفعہ کوئی شخص آپ کے لئے گرگابی لے آیا ۔آپ نے پہن لی مگر اس کے الٹے سیدھے پاؤں کا آپ کو پتہ نہیں لگتا تھا کئی دفعہ الٹی پہن لیتے تھے اور پھر تکلیف ہوتی تھی بعض دفعہ آپ کا اُلٹا پاؤں پڑ جاتا تو تنگ ہو کر فرماتے ان کی کوئی چیز بھی اچھی نہیں ہے ۔والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ میں نے آپ کی سہولت کے واسطے الٹے سیدھے پاؤں کی شناخت کیلئے نشان لگا دیئے تھے مگر باوجود اس کے آپ اُلٹا سیدھا پہن لیتے تھے اس لئے آپ نے اسے اتار دیا ۔والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ حضرت صاحب نے بعض اوقات انگریزی طرز کی قمیص کے کفوں کے متعلق بھی اسی قسم کے ناپسندیدگی کے الفاظ فرمائے تھے ۔خاکسار عرض کرتا ہے کہ شیخ صاحب موصوف آپ کے لئے

﴿205﴾ **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم** ۔ بیان کیا مجھ سے مرزا سلطان احمد صاحب نے بواسطہ مولوی رحیم بخش صاحب ایم۔اے، کہ والد صاحب عموماً غرارا پہنا کرتے تھے۔مگر سفروں میں بعض اوقات تنگ پاجامہ بھی پہنتے تھے۔خاکسار عرض کرتا ہے کہ جیسا کہ ناظرین بھی سمجھتے ہوں گے۔مرزا سلطان احمد صاحب کی سب روایات حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ شباب یا کہولت کے متعلق سمجھنی چاہئیں۔طفولیت یا بڑھاپے کی عمر کے متعلق اگر ان کی کوئی روایت ہو تو یہ سمجھنا چاہیے کہ عموماً انہوں نے وہ کسی اور سے سن کر بیان کی ہے۔کیونکہ اس زمانہ میں انکا تعلق حضرت مسیح موعود سے نہیں رہا تھا۔الا ماشاء اللہ۔

﴿206﴾ **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم** ۔ بیان کیا مجھ سے مولوی رحیم بخش صاحب ایم۔اے نے کہ میں نے مرزا سلطان احمد صاحب سے سوال کیا تھا کہ حضرت صاحب سے زیادہ تر قادیان میں کن لوگوں کی ملاقات تھی؟ مرزا صاحب نے کہا کہ ملاوامل اور شرم پت ہی زیادہ آتے جاتے تھے کسی اور سے ایسا راہ ورسم نہ تھا۔

﴿207﴾ **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم** ۔ بیان کیا مجھ سے مولوی رحیم بخش صاحب ایم۔اے نے کہ ان سے مرزا سلطان احمد صاحب نے بیان کیا کہ ایک دفعہ مسٹر میکانکی ڈپٹی کمشنر گورداسپور قادیان دورہ پر آئے۔راستے میں انہوں نے دادا صاحب سے کہا کہ آپکے خیال میں سکھ حکومت اچھی تھی یا انگریزی حکومت اچھی ہے؟ دادا صاحب نے کہا کہ گاؤں چل کر جواب دوں گا۔جب قادیان پہنچے تو دادا صاحب نے اپنے اور اپنے بھائیوں کے مکانات دکھا کر کہا کہ یہ سکھوں کے وقت کے بنے ہوئے ہیں مجھے امید نہیں کہ آپ کے وقت میں میرے بیٹے ان کی مرمت بھی کر سکیں۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ سکھوں کی حکومت قدیم شاہی رنگ کے طرز پر تھی۔اب اور رنگ ہے اور ہر رنگ اپنی خوبیاں رکھتا ہے۔

﴿208﴾ **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم** ۔ بیان کیا مجھ سے مولوی رحیم بخش صاحب ایم۔اے نے کہ ان سے مرزا سلطان احمد صاحب نے بیان کیا کہ میں نے تحصیلداری کا امتحان ۱۸۸۴ء میں دیا تھا اس وقت میں نے والد صاحب کو دعا کیلئے ایک رقعہ لکھا تو انہوں نے رقعہ پھینک دیا اور فرمایا ”ہمیشہ دنیا داری ہی کے طالب

پٹواری رشوت کے الزام میں قید ہو گیا تھا۔ ان دنوں نیکی۔ تقویٰ اور طہارت میں مرزا غلام احمد صاحب اور مرزا کمال الدین صاحب اور میر عابد علی مسلمانوں میں مشہور تھے۔ مرزا کمال الدین فقیری طریقہ پر تھے۔ معلوم نہیں کہ وہ نماز کب پڑھا کرتے تھے۔ مگر مرزا غلام احمد صاحب کو ہم نے پنجوقت نماز پڑھتے دیکھا ہے۔ مرزا صاحب گوشہ نشین تھے۔ ہمیشہ مطالعہ اور عبادت میں مشغول رہتے تھے۔ کتب کی تصانیف اور اخبار کے مضامین بھی تحریر فرماتے تھے۔ میرے ساتھ مرزا صاحب کے تعلقات دوستانہ تھے۔ آپ بڑے خندہ پیشانی سے ملنے والے۔ خوش خلق۔ حلیم الطبع۔ منکسر المزاج تھے۔ تکبّر کرنا نہ آتا تھا۔ طبیعت نرم تھی۔ خاندان کے دوسرے افراد طبیعت کے سخت اور تند تھے۔ مرزا نظام الدین اور امام الدین صاحبان کا چلن ٹھیک نہ تھا۔ نماز روزہ کی طرف راغب نہ تھے۔ تمام خاندان میں سے صرف مرزا غلام احمد صاحب کو مسجد میں نماز پڑھتے دیکھا ہے۔ مرزا کمال الدین تارک الدنیا تھے۔ مرزا نظام الدین اور امام الدین میں تمام دُنیا کے عیب تھے۔ میری موجودگی میں مرزا غلام احمد صاحب نے کبھی کوئی عیب نہیں کیا اور نہ کبھی مَیں نے اس وقت سُنا تھا۔ صرف ایک سکھ کو مسلمان کر دیا تھا۔ یہ عیب ہے۔ اس کے سوا مَیں نے کوئی عیب نہ دیکھا ہے اور نہ سُنا ہے۔

مرزا صاحب خوش شکل جوان تھے۔ خوبصورت اور میانہ قد کے تھے۔ سر پر پٹے تھے۔ مرزا صاحب بوقت کلام تھوڑا سا رُک جاتے تھے۔ یعنی معمولی سی لکنت تھی۔ مگر کلام کے سلسلہ میں کوئی فرق نہ آتا تھا۔ اور آپ کا رُکنا غیر موزوں نہ تھا۔ تحریر میں زبردست روانی تھی۔ صاحب قلم اور سلطان القلم تھے۔ کلام پُر تاثیر تھی۔ پیشانی کشادہ تھی۔ داڑھی چار انگشت کے قریب لمبی تھی۔ سر پر کبھی ٹوپی نہ پہنتے تھے۔ ہاں سفید پگڑی یا لنگی پہنتے تھے۔ چوغہ پہنتے تھے۔ اور گرارہ (یعنی غرارہ) بھی پہنتے تھے۔ تہہ بند بہت کم نہانے کے وقت پہنتے تھے۔ مَیں نے مرزا صاحب کو کبھی ننگے نہیں دیکھا۔ تین کپڑے ہمیشہ بدن پر رکھتے تھے مسجد میں چوغہ پہن کر آتے تھے۔ گھر کی ضروریات کا انتظام نہ خود کرتے تھے اور نہ دخل دیتے تھے۔ مرزا سلطان احمد یا ان کے بھائی وغیرہ کرتے تھے۔ مَیں نے مرزا صاحب کو کبھی بیوی کا زیور یا کپڑے بنواتے یا منگواتے نہ دیکھا نہ سُنا ہے۔ کپڑا ہمیشہ سادہ موسم کے لحاظ سے ہوا کرتا تھا۔ سردی میں کبھی سیاہ رنگ کا چوغہ استعمال